© rasailojaraid.com

تحقیق وتنقید

ملّت ابراہیمی کے ترکیبی عناصر

جناب محمد رضی الاسلام ندوی

قرآن کریم کے اوّلین مخاطب مشرکین عرب، یہود اور نصاریٰ تھے اور تینوں ہی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرف اپنا انتساب کرتے تھے، خود کو ان کے طریقہ ومسلک کا پیرو بتلاتے تھے اور کہتے تھے کہ ہمارا مذہب بعینہٖ وہی ہے جو حضرت ابراہیم کا تھا۔ لیکن قرآن کریم نے متعدد مقامات پر ان کی تردید کی ہے، ان مذاہب میں شامل مشرکانہ اور باطل عقائد اور غیر الٰہی اجزا پر کاری ضرب لگائی ہے اور ان کے اس دعوی کا ابطال کیا ہے کہ وہ طریقۂ ابراہیمی کے پیرو ہیں۔

يَاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تُحَآجُّوْنَ فِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ وَمَآ اُنْزِلَتِ التَّوْرٰىةُ وَالْاِنْجِيْلُ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِهٖ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ○ ..... مَا كَانَ اِبْرٰهِيْمُ يَهُوْدِيًّا وَّلَا نَصْرَانِيًّا وَّلٰكِنْ كَانَ حَنِيْفًا مُّسْلِمًا ۭ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ○ (آل عمران: ۶۵-۶۷)

اے اہل کتاب تم ابراہیم (کے دین) کے بارے میں کیوں جھگڑا کرتے ہو؟ تورات اور انجیل تو ابراہیم کے بعد ہی نازل ہوئی ہیں۔ پھر کیا تم اتنی بات بھی نہیں سمجھتے..... ابراہیم نہ یہودی تھا نہ عیسائی بلکہ وہ تو مسلم حنیف تھا اور وہ ہرگز مشرکوں میں سے نہ تھا۔

قرآن کہتا ہے کہ توریت وانجیل تحریف کا شکار ہو چکی ہیں اور یہود و نصاریٰ نے خواہشات نفس کی پیروی کرتے ہوئے خدائی تعلیمات میں اپنی طرف سے بے بنیاد اور باطل چیزیں شامل کرلی ہیں۔ اس لیے اب ہدایت یہودیت سے حاصل ہو سکتی ہے نہ عیسائیت سے، بلکہ اس کے لیے ضروری ہے کہ ملت ابراہیمی کی طرف رجوع کیا جائے اور صرف اسی کی پیروی کی جائے:

وَقَالُوْا كُوْنُوْا هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى تَهْتَدُوْا ۭ قُلْ بَلْ مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ۭ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ○ (البقرہ: ۱۳۵)

یہودی کہتے ہیں: یہودی ہو تو راہ راست پاؤ گے عیسائی کہتے ہیں عیسائی ہو تو ہدایت ملے گی۔ ان سے کہو نہیں بلکہ سب کو چھوڑ کر ملتِ ابراہیمی کی پیروی کرو۔ اور ابراہیم مشرکوں میں سے نہ تھا۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

قُلْ صَدَقَ اللّٰہُ فَاتَّبِعُوْا مِلَّۃَ اِبْرَاهِيْمَ حَنِيْفًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ○ (آل عمران - ۹۵)	کہو اللہ نے جو کچھ فرمایا ہے سچ فرمایا ہے تم کو ابراہیم حنیف کی ملت کی پیروی کرنی چاہیے اور ابراہیم شرک کرنے والوں میں سے نہ تھا۔

قرآن کی اس دعوت کی معنویت اس وقت اور بھی آشکارا ہوتی ہے جب ہم دیکھتے ہیں کہ یہود، نصاریٰ اور مشرکین عرب تینوں اپنا شجرۂ نسب حضرت ابراہیم علیہ السلام سے جوڑتے ہیں۔ قرآن انھیں کسی غیر معروف اور اجنبی چیز کی طرف دعوت نہیں دے رہا ہے بلکہ انھیں خود ان کے جدِ امجد حضرت ابراہیم کی ملت کے اتباع کی طرف بلا رہا ہے۔ اس لیے عقل و منطق کا عین تقاضا ہے کہ ملتِ ابراہیمی کی بے چون و چرا پیروی کی جائے اور جن چیزوں کا بعد میں اپنی طرف سے اضافہ کرکے انھیں مذہب میں شامل کر لیا گیا ہے انھیں ترک کر دیا جائے۔

پیش نظر مقالہ میں اس بات کا جائزہ لینے کی کوشش کی گئی ہے کہ ملت ابراہیمی سے کیا مراد ہے؟ اس کے اہم اور بنیادی عناصر کیا ہیں؟ حضرت ابراہیم کی اصولی تعلیمات کیا تھیں؟ اور ملتِ ابراہیمی کی اتباع سے مراد کن چیزوں کی اتباع ہے؟ چونکہ قرآن نے یہود و نصاریٰ کو بھی ملتِ ابراہیمی کی اتباع کی دعوت دی ہے اس لیے کوشش کی گئی ہے کہ ملتِ ابراہیمی کے عناصر کی تحقیق کرتے ہوئے قرآن کے ساتھ ساتھ توریت اور انجیل کے بھی حوالے دیے جائیں تاکہ ان پر اتمام حجت ہو سکے۔

ملت کا مفہوم

لغت میں ملت سنت اور طریقہ کے معنی میں آتا ہے۔ لسان العرب میں ہے۔

قال ابو اسحاق: الملۃ فی اللغۃ سنتھم وطریقھم[۱]	ابو اسحاق کہتے ہیں: لغت میں ملت کے معنی سنت اور طریقہ کے ہیں۔

قرآن اور حدیث میں ملت کا استعمال اصولی طور پر دین کے معنی میں ہوا ہے۔ خواہ اللہ کی طرف سے نازل کردہ دین ہو یا تحریف شدہ یا خود انسانوں کا وضع کردہ۔ حضرت یوسفؑ نے اپنے جیل کے ساتھیوں کے سامنے دعوت پیش کی تو فرمایا۔

اِنِّیْ تَرَكْتُ مِلَّةَ قَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُوْنَ	میں نے ان لوگوں کی ملت چھوڑ دی ہے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بِاللّٰہِ وَھُمْ بِالْاٰخِرَۃِ ھُمْ کَافِرُوْنَ جو اللہ پر ایمان نہیں لاتے اور آخرت کا انکار کرتے ہیں۔
(یوسف: ۳۷)

انھوں نے توحید و آخرت کا انکار کرنے والوں کے مذہب کو ملت سے تعبیر کیا۔

حضرت شعیب علیہ السلام نے جب اپنی قوم کو اللہ پر ایمان لانے کی دعوت دی اور برابر تولنے کا حکم دیا تو اس نے وارننگ دیتے ہوئے کہا :

لَنُخْرِجَنَّكَ يَا شُعَيْبُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَكَ مِنْ قَرْيَتِنَآ اَوْ لَتَعُوْدُنَّ فِیْ مِلَّتِنَا ؕ (الاعراف: ۸۸)

اے شعیب ہم تجھے اور ان لوگوں کو جو تیرے ساتھ ایمان لائے ہیں اپنی بستی سے نکال دیں گے ورنہ تم لوگوں کو ہماری ملت میں واپس آنا ہوگا۔

اس کے جواب میں حضرت شعیبؑ نے فرمایا :۔

قَدِ افْتَرَيْنَا عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اِنْ عُدْنَا فِیْ مِلَّتِكُمْ (الاعراف - ۸۹)

ہم اللہ پر جھوٹ گھڑنے والے ہوں گے اگر تمہاری ملت میں پلٹ آئیں۔

یہاں حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم نے بھی اپنے مذہب کو ملت کہا اور خود حضرت شعیبؑ نے بھی اسے ــــ باوجودیکہ وہ باطل بنیادوں پر قائم تھا ــــ ملت سے تعبیر کیا۔

ان سے پہلے قوم نوح، عاد اور ثمود بھی اپنے پیغمبروں سے کہہ چکی تھیں۔

لَنُخْرِجَنَّكُمْ مِّنْ اَرْضِنَآ اَوْ لَتَعُوْدُنَّ فِیْ مِلَّتِنَا (ابراہیم - ۱۳)

ہم تمہیں اپنے ملک سے نکال دیں گے ورنہ تمہیں ہماری ملت میں واپس آنا ہوگا۔

قرآن میں یہودیت اور نصرانیت کے لیے بھی ملت کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نبی آخر الزماںؐ سے خطاب کرتے ہوئے فرماتا ہے :

وَلَنْ تَرْضٰى عَنْكَ الْيَهُوْدُ وَلَا النَّصٰرٰى حَتّٰى تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ (البقرہ - ۱۲۰)

یہودی اور عیسائی تم سے ہرگز راضی نہ ہوں گے جب تک تم ان کی ملت کی اتباع نہ کرنے لگو۔

اصحابِ کہف کی قوم عیسائیت کی پیرو تھی۔ جب اصحاب کہف نے توحید کی صدا بلند کی اور حق کا اعلان کیا تو اس معاشرہ میں ان کا رہنا دوبھر ہوگیا۔ اس وقت انھوں نے ایک غار میں پناہ لینے کا منصوبہ بنایا اور آپس میں مشورہ کرتے ہوئے اس اندیشہ کا اظہار کیا :

اِنَّهُمْ اِنْ يَّظْهَرُوْا عَلَيْكُمْ اگر کہیں ان لوگوں کا ہاتھ ہم پر پڑ گیا تو

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

يَرْجُمُوكُمْ اَوْ يُعِيدُوكُمْ فِي مِلَّتِهِمْ (الکہف: ۲۰) — بس سنگ سار ہی کر ڈالیں گے یا پھر زبردستی ہمیں اپنی ملت میں واپس لے جائیں گے۔

جب اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے توحید کی صدا بلند کی تو آپ کی قوم نے بڑے ہی استکبار سے کہا تھا:

مَا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِي الْمِلَّةِ الْآخِرَةِ اِنْ هٰذَا اِلَّا اخْتِلَاقٌ (ص۔ ۷) — یہ بات ہم نے زمانۂ قریب کی ملت میں کسی سے نہیں سنی۔ یہ تو صرف ایک من گھڑت بات ہے۔

اس آیت میں 'ملت آخرۃ' سے کیا مراد ہے؟ اس میں کچھ اختلاف ہے۔ ابن جریر طبری نے حضرت ابن عباس، قرطبی اور سدی سے نقل کیا ہے کہ 'ملت آخرۃ' سے مراد نصرانیت ہے۔ جبکہ مجاہد اور قتادہ سے مروی ہے کہ اس سے مراد قریش کا مذہب ہے[۲]۔ بہر حال دونوں میں تحریف واقع ہو گئی تھی اور باطل عقائد و نظریات شامل ہو گئے تھے۔

اسی طرح ملت کا اطلاق اسلام پر بھی کیا گیا ہے۔ ایک حدیث میں ہے۔

لا يتوارث اهل ملتين[۳] — دو اشخاص جو الگ الگ ملت کی پیروی کرنے والے ہوں۔ ایک دوسرے کے وارث نہیں ہو سکتے۔

دوسری حدیث سے اس کی تشریح ہوتی ہے کہ اللہ کے رسولؐ نے ارشاد فرمایا:

لا يرث المسلم الكافر ولا الكافر المسلم[۴] — مسلمان اور کافر دونوں ایک دوسرے کے وارث نہیں ہو سکتے۔

معلوم ہوا کہ ملت کا اطلاق اسلام پر بھی ہوتا ہے اور غیر اسلام یعنی کفر پر بھی۔

اسی طرح ایک حدیث میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

من حلف بملة غير الاسلام كاذبا متعمداً فهو كما قال[۵] — جو شخص اسلام کے علاوہ کسی دوسری ملت کی قسم کھائے اور جان بوجھ کر کذب بیانی کرے تو وہ ویسا ہی ہے جیسا کہ اس نے کہا۔

اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ملت کا اطلاق اسلام اور غیر اسلام دونوں پر ہوتا ہے۔

ایک حدیث میں ہے:

كل مولود يولد على هذه الملة[۶] — ہر بچہ اسی ملت پر پیدا ہوتا ہے۔

© rasailojaraid.com

اس حدیث میں ملت سے مراد اسلام یعنی فطرت الٰہی ہے۔

ملت کا اطلاق ایک مذہب کے مختلف فرقوں پر بھی کیا گیا ہے۔ مشہور حدیث ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔

ان بنی اسرائیل تفرقت علی ثنتین وسبعین ملة، وتفترق امتی علی ثلاث وسبعین ملة کلھم فی النار الا ملة واحدة، قالوا من ھی یا رسول اللہ قال ما انا علیه واصحابی[4]

بنی اسرائیل بہتر ملتوں میں بٹ گئے تھے اور میری امت تہتر ملتوں میں بٹ جائے گی لیکن سوائے ایک ملت کے سب جہنمی ہوں گے صحابہ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول وہ کون سی ملت ہوگی، فرمایا وہ جو میرے اور میرے اصحاب کے طریقے پر قائم ہوگی۔

ایک دوسری روایت میں جسے ترمذی ہی نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کیا ہے ملت کی جگہ فرقہ کا لفظ آیا ہے[5] اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس حدیث میں ملت کا استعمال فرقہ کے معنی میں ہوا ہے۔

راغب اصفہانی نے لکھا ہے:

الملة (کالدین) وھو اسم لما شرع اللہ تعالیٰ لعبادہ علی لسان الانبیاء لیتوصلوا به الی جوار اللہ[6]

دین کی طرح ملت بھی اس دستور الٰہی کا نام ہے جو اللہ اپنے بندوں کے لیے جاری فرماتا ہے تاکہ اس پر چل کر انسان قرب خداوندی حاصل کر سکے اور یہ دستور انبیاء کی وساطت سے بندوں تک پہنچتا ہے

امام راغب کا یہ بیان صحیح نہیں معلوم ہوتا اس لیے کہ پیچھے گزر چکا ہے کہ ملت کا اطلاق باطل مذہب پر بھی ہوتا ہے۔ ان کے اس قول کی تاویل مصنف لغات القرآن نے یہ کی ہے:

"شاید راغب کی مراد یہ ہو کہ ملت اصل میں تو دستور الٰہی کا ہی نام ہے جو انبیاء کی معرفت بھیجا جاتا ہے لیکن اگر انسانی دماغ کبھی اس میں خورد برد کر لیں اور بگاڑ دیں تب بھی بطور مجاز اس پر لفظ ملت کا اطلاق ہو جاتا ہے۔ کیونکہ خورد برد کرنے والوں کے دعوی میں تو شکستہ بریدہ دین یا دستور بھی اللہ کا بھیجا ہوا دین ہوتا ہے۔ واللہ اعلم"[7]

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

راغب اصفہانی نے ملت اور دین کا فرق بتلاتے ہوئے لکھا ہے کہ "لفظ ملت کی اضافت صرف کسی نبی کی طرف ہوتی ہے۔ اس کی نسبت نہ اللہ کی طرف ہوتی ہے اور نہ نبی کی امت کے کسی فرد کی طرف"۔[۱۱]

یہ بات بھی صحیح نہیں اس لیے کہ پیچھے ذکر کی ہوئی متعدد آیات میں ملت کی اضافت غیر انبیاء کی طرف موجود ہے مشہور حدیث ہے کہ جناب ابوطالب کے مرض الوفات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کی خدمت میں حاضر ہوئے تو وہاں مشہور سرداران مکہ ابوجہل اور عبداللہ بن ابی امیہ بن مغیرہ وغیرہ موجود تھے۔ آپؐ نے چچا سے فرمایا: اے چچا جان آپ لا الٰہ الا اللہ کہہ دیجئے تاکہ میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں آپ کے لیے محاجّہ کر سکوں۔ ان دونوں نے کہا اترغب عن ملة عبد المطلب ؟ (کیا آپ عبد المطلب کی ملت سے روگردانی اختیار کریں گے؟) چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انھیں بار بار لا الٰہ الا اللہ کی تلقین کرتے رہے اور وہ دونوں اس سے روکنے کی کوششیں کرتے رہے یہاں تک کہ جو آخری جملہ ابوطالب کی زبان سے نکلا وہ یہ تھا: علی ملة عبد المطلب[۱۲] (میں عبد المطلب کی ملت پر ہوں) اس حدیث میں بھی ملت کی اضافت غیر نبی کی طرف کی گئی ہے۔

راغب کے اس قول کی تاویل بھی مصنف لغات القرآن نے یہ کی ہے کہ "لفظ ملت کی انبیاء کے ساتھ تخصیص بھی امام کے اس نظریہ پر مبنی ہے کہ ملت صرف دستور الٰہی کا نام ہے جو انبیاء کی معرفت بھیجا جاتا ہے ورنہ غیر انبیاء کی طرف اضافت خود سورہ یوسف آیت ۳۷ میں موجود ہے"۔[۱۳]

راغب اصفہانی نے ملت کے اشتقاق کی طرف یوں اشارہ کیا ہے:

واصل الملة من امللت الکتاب، قال تعالیٰ (فلیملل الذی علیه الحق ..... فان کان الذی علیه الحق سفیها اوضعیفا اولا یستطیع ان یمل فلیملل ولیه) ویقال الملة اعتبارا بالشیٔ الذی شرعه الله[۱۴]	ملت کی اصل 'املت الکتاب' سے ہے جس کے معنی ہیں تحریر لکھوانا۔ ارشاد باری ہے "لکھوائے وہ شخص جس پر حق آتا ہے یعنی قرض لینے والا ...... لیکن اگر قرض لینے والا نادان یا ضعیف ہو یا لکھوا نہ سکتا ہو تو اس کا ولی انصاف کے ساتھ لکھوائے" اور ملت اس چیز کے اعتبار سے کہا جاتا ہے جسے اللہ تعالیٰ نے مشروع کیا ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

لسان العرب میں ہے:

الملة: الدین لملة الاسلام والنصرانیة والیهودیة، وقیل هی معظم الدین وجملة مایجیئ به الرسل[۵]	ملت سے مراد دین ہے۔ مثلاً اسلام، نصرانیت اور یہودیت یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس سے مراد دین کا بڑا حصہ اور پیغمبروں کی لائی ہوئی تعلیمات ہیں۔

اگرچہ بعض احادیث میں ملت کی اضافت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب بھی کی گئی ہے[۶] لیکن قرآن نے انبیاء میں سے صرف حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرف اس کی نسبت کی ہے۔ اس نے ملت ابراہیمی کو سیدھا سچا دین قرار دیا ہے (الانعام - ۱۶۱) لوگوں کو اس کے اتباع کی دعوت دی ہے (آل عمران - ۹۵، الحج - ۷۸) اس کی اتباع کرنے والوں کو بہترین دین کا پیرو (النساء - ۱۲۵) اور اس سے اعراض کرنے والے کو بیوقوف اور نادان قرار دیا ہے (البقرہ - ۱۳۰) حضرت یوسف اپنے آبا، حضرت ابراہیم، حضرت اسحاق اور حضرت یعقوب علیہم السلام کی ملت کی اتباع پر فخر کرتے ہیں (یوسف - ۳۸) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی ملت ابراہیمی کی اتباع کا حکم دیا گیا ہے (النحل - ۱۲۳)

ملتِ ابراہیمی کے بنیادی عناصر

حضرت ابراہیم علیہ السلام ان پیغمبروں میں سے ہیں جن پر کتاب نازل ہوئی۔ قرآن نے صحف ابراہیم کا تذکرہ دو مقامات پر کیا ہے (سورۂ النجم اور سورۂ الاعلیٰ) اور اس کی بعض تعلیمات کا حوالہ دیا ہے۔ آج اگر صحف ابراہیم دنیا میں موجود ہوتے[۷] تو وہ آپ کی تعلیمات اور آپ کی ملت کے عناصر جاننے کا بہترین ذریعہ ہوتے۔ لیکن چونکہ وہ زمانے کے ہاتھوں نابود ہو چکے ہیں اس لیے ملتِ ابراہیمی کے بارے میں ہمارے پاس معلومات کا ذریعہ صرف کتب مقدسہ ہیں۔ توریت کی کتاب پیدائش میں حضرت ابراہیم کا تفصیل سے تذکرہ موجود ہے۔ اس کی دوسری کتابوں اور اناجیل میں بھی آپ کے بارے میں بعض اشارات ملتے ہیں، لیکن توریت و انجیل میں تحریف اب پایۂ ثبوت کو پہنچ چکی ہے اور خود اہلِ کتاب اس کا اعتراف کرنے لگے ہیں[۸] پھر بھی بہت سی باتیں ان میں حقیقت سے قریب مل جاتی ہیں جن کی قرآن سے بھی تائید و تصدیق ہوتی ہے۔ حضرت ابراہیم کی تعلیمات اور آپ کی ملت کے عناصر

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

جاننے کا سب سے مستند ذریعہ ہمارے پاس قرآن کریم ہے۔ قرآن نے آپ کی زندگی کے مختلف گوشوں کو تفصیل سے بیان کیا ہے۔ آپ کی تعلیمات کا مفصل تذکرہ کیا ہے۔ صحف ابراہیم کے حوالے دئے ہیں اور ملت ابراہیمی کے ارکان و عناصر کی طرف اشارات کیے ہیں۔ ذیل میں ہم توریت، انجیل اور قرآن کے حوالوں کی روشنی میں ملت ابراہیمی کے عناصر جاننے اور ان کی تفصیلات معلوم کرنے کی کوشش کریں گے۔

۱۔ توحید

حضرت ابراہیم کی زندگی کا نمایاں ترین وصف وحدانیت خداوندی پر ایمان ہے۔ آپ نے ایسے معاشرہ میں پرورش پائی جو کفر و شرک اور بت پرستی میں ڈوبا ہوا تھا۔ صرف آپ کا معاشرہ ہی نہیں بلکہ تقریباً پوری دنیا شرک کی لپیٹ میں تھی بابل، شام اور مصر ہر جگہ اصنام پرستی زوروں پر تھی۔ خدائی کو سیکڑوں ہزاروں اصنام و اوثان میں تقسیم کر دیا گیا تھا[۱۹]۔ آپ جس خاندان میں پیدا ہوئے وہ نہ صرف بت پرست تھا بلکہ اسے پروہت کا منصب بھی حاصل تھا۔ توریت انجیل اور قرآن سب اس پر متفق ہیں کہ ابراہیم علیہ السلام کا باپ بت سازی کرتا تھا اور اسے سوسائٹی میں اعلیٰ مقام حاصل تھا۔ توریت میں ہے:

> "خداوند اسرائیل کا خدا یوں فرماتا ہے کہ تمہارے آبا یعنی ابرہام اور نحور کا باپ تارح وغیرہ قدیم زمانہ میں بڑے دریا کے پار رہتے اور دوسرے معبودوں کی پرستش کرتے تھے"[۲۰]

انجیل برناباس میں ہے:

> "ابرہام کا باپ بت ساز تھا جو جھوٹے خدا بناتا اور پوجتا تھا"[۲۱]
>
> "ہمارے باپ ابرہام کا باپ بے دین تھا کیوں کہ وہ باطل خدا بناتا اور پوجتا تھا"[۲۲]

قرآن کہتا ہے:

وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ لِاَبِيْهِ اٰزَرَ اَتَتَّخِذُ اَصْنَامًا اٰلِهَةً	ابراہیم کا واقعہ یاد کرو جب کہ اس نے اپنے باپ آزر سے کہا تھا: کیا تو بتوں کو خدا بناتا ہے؟ (الانعام: ۷۴)

بت پرستی کے اس ماحول کے باوجود جس میں حضرت ابراہیم گھرے ہوئے تھے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

آپ نے فطرتِ سلیم سے کام لیتے ہوئے معرفتِ الٰہی حاصل کی، بت پرستی کا انکار کیا، شرک سے برارت ظاہر کی اور ببانگ دہل خدا کی وحدانیت کا اعلان کیا:

إِنِّي وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ حَنِيفًا وَّمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ ○ (الانعام-۷۹)

میں نے تو یکسو ہو کر اپنا رخ اس ہستی کی طرف کرلیا جس نے آسمان اور زمینوں کو پیدا کیا ہے اور میں ہرگز شرک کرنے والوں میں سے نہیں ہوں۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کو منصبِ رسالت سے سرفراز فرمایا تو آپ نے اپنے باپ، خاندان اور قوم کو دعوتِ دینی شروع کی انھیں شرک اور بت پرستی سے روکا۔ مختلف طریقوں سے انھیں سمجھانے کی کوشش کی، شرک کے معائب ونقائص اور برے نتائج بیان کیے اور صرف خدائے واحد کی عبادت کی طرف بلایا، قرآن نے مختلف سورتوں میں کہیں تفصیل اور کہیں اختصار سے آپ کی دعوت کو پیش کیا ہے[۲۳] سورہ شعراء میں ہے:

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ إِبْرٰهِيمَ ○ إِذْ قَالَ لِأَبِيهِ وَقَوْمِهِ مَا تَعْبُدُونَ ○ قَالُوا نَعْبُدُ أَصْنَامًا فَنَظَلُّ لَهَا عٰكِفِينَ ○ قَالَ هَلْ يَسْمَعُونَكُمْ إِذْ تَدْعُونَ ○ أَوْ يَنْفَعُونَكُمْ أَوْ يَضُرُّونَ ○ قَالُوا بَلْ وَجَدْنَا آبَاءَنَا كَذٰلِكَ يَفْعَلُونَ ○ قَالَ أَفَرَءَيْتُمْ مَا كُنْتُمْ تَعْبُدُونَ ○ أَنْتُمْ وَآبَاؤُكُمُ الْأَقْدَمُونَ ○ فَإِنَّهُمْ عَدُوٌّ لِّي إِلَّا رَبَّ الْعٰلَمِينَ ○ الَّذِي خَلَقَنِي فَهُوَ يَهْدِينِ ○ وَالَّذِي هُوَ يُطْعِمُنِي وَيَسْقِينِ ○ وَإِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِينِ ○ وَالَّذِي يُمِيتُنِي ثُمَّ يُحْيِينِ ○

اور انھیں ابراہیم کا قصہ سنا، جبکہ اس نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے پوچھا تھا کہ یہ کیا چیزیں ہیں جن کو تم پوجتے ہو؟ انھوں نے جواب دیا کچھ بت ہیں جن کی ہم پوجا کرتے ہیں اور انہی کی خدمت میں ہم لگے رہتے ہیں۔ اس نے پوچھا کیا یہ تمہاری سنتے ہیں جب تم انھیں پکارتے ہو؟ یا یہ تمھیں کچھ نفع یا نقصان پہنچاتے ہیں؟ انھوں نے جواب دیا نہیں بلکہ ہم نے اپنے باپ دادا کو ایسا ہی کرتے پایا ہے۔ اس پر ابراہیم نے کہا کبھی تم نے (آنکھیں کھول کر) ان چیزوں کو دیکھا بھی جن کی بندگی تم اور تمہارے پچھلے باپ دادا بجالاتے رہے۔ میرے تو یہ سب دشمن ہیں بجز ایک رب العالمین کے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

وَالَّذِیْٓ اَطْمَعُ اَنْ یَّغْفِرَ لِیْ خَطِیْٓئَتِیْ یَوْمَ الدِّیْنِ ۝
(الشعراء: ۶۹-۸۲)

جس نے مجھے پیدا کیا پھر وہی میری رہنمائی فرماتا ہے جو مجھے کھلاتا اور پلاتا ہے اور جب بیمار ہو جاتا ہوں تو وہی مجھے شفا دیتا ہے۔ جو مجھے موت دے گا اور پھر دوبارہ مجھ کو زندگی بخشے گا اور جس سے میں امید رکھتا ہوں کہ روز جزا میں وہ میری خطا معاف فرما دے گا۔

یہی نہیں بلکہ ایک موقع پر بت خانہ کے تمام بتوں کو پاش پاش کر کے قوم کے سامنے عملاً ان کی بے بضاعتی ثابت کر دی اور ان پر حجت تمام کر دی۔[۲۵] بعد میں جب قوم نے آپ کا رہنا دوبھر کر دیا تو حکم الٰہی سے ہجرت کر کے آپ جہاں جہاں بھی گئے وہاں لوگوں کو خدائے واحد کی طرف دعوت دی اور آخر میں جب "بے آب و گیاہ وادی" پہنچے تو وہاں خدائے واحد کی عبادت کے لیے خانۂ کعبہ کی بنیاد اٹھائی۔ اس وقت بھی اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ شرک سے دور رہو اور خانۂ کعبہ کی تعمیر توحید کے مرکز کی حیثیت سے کرو:

وَاِذْ بَوَّاْنَا لِاِبْرٰهِیْمَ مَكَانَ الْبَیْتِ اَنْ لَّا تُشْرِكْ بِیْ شَیْئًا وَّطَهِّرْ بَیْتِیَ لِلطَّآئِفِیْنَ وَالْقَآئِمِیْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ ۝
(الحج - ۲۶)

یاد کرو وہ وقت جبکہ ہم نے ابراہیم کے لیے اس گھر (خانۂ کعبہ) کی جگہ تجویز کی تھی اس ہدایت کے ساتھ کہ میرے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کرو اور میرے گھر کو طواف کرنے والوں اور قیام و رکوع و سجود کرنے والوں کے لیے پاک رکھو۔

حضرت ابراہیمؑ توحید پر کتنی سختی سے قائم تھے اس کا اندازہ اس بات سے بخوبی ہو سکتا ہے کہ آپ نے جب اللہ تعالیٰ سے شہر مکہ کو گہوارۂ امن بنانے اور وہاں پھلوں کی بہتات کرنے کی دعا کی تو ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کہ اپنی نعمتوں سے صرف ان لوگوں کو نواز جو تجھ پر ایمان لائیں

وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِیْمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا بَلَدًا اٰمِنًا وَّارْزُقْ اَهْلَهٗ مِنَ الثَّمَرٰتِ مَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ

(یاد کرو اس وقت کو) جب ابراہیم نے دعا کی اے میرے رب اس شہر کو امن کا شہر بنا دے اور اس کے باشندوں میں سے جو اللہ اور آخرت کو مانیں انھیں

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

الْاٰخِرِ (البقرہ ۱۲۶) ہر قسم کے پھلوں کا رزق دے۔

قرآن کریم نے حضرت ابراہیمؑ کی صفتِ ایمان کو واضح کرنے کے لیے متعدد الفاظ اور تعبیریں استعمال کی ہیں۔ ایک جگہ ہے:

اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ (الصافات ۱۱۱) یقیناً وہ ہمارے مومن بندوں میں سے تھا۔

دوسری جگہ ارشاد باری ہے:

وَلَقَدْ اٰتَيْنَآ اِبْرٰهِيْمَ رُشْدَهٗ مِنْ قَبْلُ (الانبیاء ـ ۵۱) اس سے بھی پہلے ہم نے ابراہیم کو اس کی ہوشمندی بخشی تھی۔

ایک جگہ قرآن آپ کو 'قلب سلیم' کا حامل قرار دیتا ہے:

وَاِنَّ مِنْ شِيْعَتِهٖ لَاِبْرٰهِيْمَ اِذْ جَآءَ رَبَّهٗ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ (الصافات ۸۳) اور نوح ہی کے طریقے پر چلنے والا ابراہیم تھا جب وہ اپنے رب کے حضور قلب سلیم لے کر آیا۔

ابن عباسؓ، مجاہد، محمد بن سیرینؒ وغیرہ نے سلیم کا مطلب شرک سے محفوظ تلایا ہے[۲۵]
قرآن نے آپ کی ایک صفت 'حنیف' کا متعدد مقامات پر تذکرہ کیا ہے۔

اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ كَانَ اُمَّةً قَانِتًا لِّلّٰهِ حَنِيْفًا وَلَمْ يَكُ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ (النحل ـ ۱۲۰) بیشک ابراہیم اپنی ذات سے ایک پوری امت تھا اللہ کا مطیعِ فرمان اور یکسو۔ وہ کبھی مشرک نہ تھا۔

كَانَ حَنِيْفًا مُّسْلِمًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ (آل عمران ـ ۶۷) وہ تو ایک مسلم حنیف تھا اور وہ ہرگز مشرکوں میں سے نہ تھا۔

حنیف دراصل اس شخص کو کہتے ہیں جو شرک سے بالقصد اعراض کرکے اور اسے علی وجہ البصیرت ترک کرکے حق کی طرف رجوع ہو۔ اس طور پر کہ اسے کوئی چیز حق قبول کرنے سے باز نہ رکھ سکے[۲۶] اس کا استعمال شرک کے بالمقابل ہوا ہے چنانچہ قرآن نے جہاں جہاں حنیف کا لفظ استعمال کیا ہے وہاں اس کے ساتھ شرک کی نفی ضروری ہے قرآن نے صحف ابراہیمی کا جو حوالہ دیا ہے اس میں بھی توحید پر بہت زور دیا گیا ہے۔ سورہ نجم میں ہے:

اَمْ لَمْ يُنَبَّاْ بِمَا فِيْ صُحُفِ مُوْسٰى ۝ وَاِبْرٰهِيْمَ الَّذِيْ وَفّٰٓى ۝ کیا اسے ان باتوں کی کوئی خبر نہیں پہنچی جو موسیٰ کے صحیفوں اور اس ابراہیم کے صحیفوں

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

......وَاَنَّهٗ هُوَ اَضْحَكَ وَاَبْكٰى ۝ وَاَنَّهٗ هُوَ اَمَاتَ وَاَحْيَا ۝ وَاَنَّهٗ خَلَقَ الزَّوْجَيْنِ الذَّكَرَ وَالْاُنْثٰى ۝ مِنْ نُّطْفَةٍ اِذَا تُمْنٰى ۝ وَاَنَّ عَلَيْهِ النَّشْاَةَ الْاُخْرٰى ۝ وَاَنَّهٗ هُوَ اَغْنٰى وَاَقْنٰى ۝ وَاَنَّهٗ هُوَ رَبُّ الشِّعْرٰى ۝

(النجم: ۴۳-۴۹)

میں بیان ہوئی ہیں جس نے وفا کا حق ادا کر دیا...... یہ کہ اسی نے ہنسایا اور اسی نے رلایا اور یہ کہ اسی نے موت دی اور اسی نے زندگی بخشی اور یہ کہ اسی نے نر اور مادہ کا جوڑا پیدا کیا ایک بوند سے جب وہ ٹپکائی جاتی ہے اور یہ کہ دوسری زندگی بخشنا بھی اسی کے ذمہ ہے اور یہ کہ اس نے غنی کیا اور جائداد بخشی اور یہ کہ وہی شعریٰ کا رب ہے۔

ملت ابراہیمی میں توحید کی اہمیت اور اس کے اعلیٰ مقام کا اندازہ اس سے ہوتا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے جیل کے ساتھیوں کے سامنے جب حق کی دعوت پیش کی تو شرک کے معائب اور نقائص بیان کرتے ہوئے اس کے بالمقابل ملت ابراہیمی کا حوالہ دیا اور عقلی انداز میں ان کے سامنے عقیدۂ توحید پیش کیا:

اِنِّىْ تَرَكْتُ مِلَّةَ قَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ۝ وَاتَّبَعْتُ مِلَّةَ اٰبَآءِىْۤ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ ؕ مَا كَانَ لَنَاۤ اَنْ نُّشْرِكَ بِاللّٰهِ مِنْ شَىْءٍ ؕ ذٰلِكَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ عَلَيْنَا وَعَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُوْنَ ۝ يٰصَاحِبَىِ السِّجْنِ ءَاَرْبَابٌ مُّتَفَرِّقُوْنَ خَيْرٌ اَمِ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ۝ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖۤ اِلَّاۤ اَسْمَآءً سَمَّيْتُمُوْهَاۤ

میں نے ان لوگوں کا طریقہ چھوڑ کر جو اللہ پر ایمان نہیں لاتے اور آخرت کا انکار کرتے ہیں اپنے بزرگوں ابراہیم، اسحاق اور یعقوب کی ملت کی پیروی کی ہے، ہمارا یہ کام نہیں ہے کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرائیں۔ درحقیقت یہ اللہ کا فضل ہے ہم پر اور تمام انسانوں پر (کہ اس نے اپنے سوا کسی کا بندہ ہمیں نہیں بنایا) مگر اکثر لوگ شکر نہیں کرتے۔ اے زنداں کے ساتھیو! تم خود ہی سوچو کہ بہت سے متفرق رب بہتر ہیں یا وہ ایک اللہ جو سب پر غالب ہے؟ اس کو چھوڑ کر تم جن

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اَنۡتُمۡ وَاٰبَآؤُكُمۡ مَّاۤ اَنۡزَلَ
اللّٰهُ بِهَا مِنۡ سُلۡطٰنٍ ؕ اِنِ
الۡحُكۡمُ اِلَّا لِلّٰهِ ؕ اَمَرَ اَلَّا تَعۡبُدُوۡۤا
اِلَّاۤ اِيَّاهُ ؕ ذٰلِكَ الدِّيۡنُ الۡقَيِّمُ
وَلٰـكِنَّ اَكۡثَرَ النَّاسِ لَا يَعۡلَمُوۡنَ ۝

(یوسف : ۳۷-۴۰)

کی بندگی کر رہے ہو وہ اس کے سوا
کچھ نہیں ہیں کہ بس چند نام ہیں جو تم نے
اور تمہارے آباء واجداد نے رکھ لیے
ہیں اللہ نے ان کے لیے کوئی سند نازل
نہیں کی۔ فرماں روائی کا اقتدار اللہ کے
سوا کسی کے لیے نہیں ہے اس کا حکم
ہے کہ خود اس کے سوا تم کسی کی بندگی
نہ کرو یہی ٹھیٹھ سیدھا طریقِ زندگی ہے
مگر اکثر لوگ جانتے نہیں ہیں۔

توریت میں بھی حضرت ابراہیم کے ایمان کی تصدیق کی گئی ہے۔ کتاب پیدائش میں ہے:

"اور وہ خدا پر ایمان لایا اور اسے اس نے اس کے حق میں راستبازی شمار کیا"[۲۷]

اناجیل میں بھی اس جملہ کو متعدد مقامات پر دہرایا گیا ہے اور اس کی تشریح کی گئی ہے (اگرچہ ان مقامات پر ایمان کو شریعت کے بالمقابل ایک اصطلاح کے طور پر استعمال کیا گیا ہے) مثلاً ایک جگہ ہے:

"ایمان ہی کے سبب سے ابرہام جب بلایا گیا تو حکم مان کر اس جگہ چلا گیا جسے میراث میں لینے والا تھا...... ایمان ہی سے اس نے ملکِ موعود میں اس طرح مسافرانہ طور پر بود و باش اختیار کی کہ گویا غیر ملک ہے...... ایمان ہی سے ابرہام نے آزمائش کے وقت اضحاق کو نذر گزرانا"[۲۸]

۲۔ رسالت

حضرت ابراہیم کی تعلیمات میں رسالت کا بہت واضح تصور موجود ہے۔ آپ اپنے باپ اور قوم کو دعوت دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ پیغمبر اللہ تعالیٰ کا فرستادہ ہوتا ہے۔ اسے کچھ خصوصی علم سے نوازا جاتا ہے جس سے دوسرے لوگ محروم ہوتے ہیں۔ اس لیے ہدایت سے فیض یاب ہونے کے لیے ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو احکام نبی لے کر آئے انھیں قبول کر کے ان پر عمل کیا جائے اور نبی کی پیروی کی جائے۔ آپ نے بعثت کے بعد جب اپنے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

باپ کو راہِ حق کی دعوت دی اور اس کے سامنے بت پرستی کے نقائص و معائب واضح کیے تو ساتھ ہی یہ بھی فرمایا:

يٰٓاَبَتِ اِنِّيْ قَدْ جَآءَنِيْ مِنَ	ابا جان میرے پاس ایک ایسا علم آیا ہے
الْعِلْمِ مَا لَمْ يَاْتِكَ فَاتَّبِعْنِيْٓ	جو آپ کے پاس نہیں آیا۔ آپ میرے پیچھے
اَهْدِكَ صِرَاطًا سَوِيًّا ۝ (مریم: ۴۳)	چلیں، میں آپ کو سیدھا راستہ بتاؤں گا۔

نبی جب دعوت دیتا ہے اور مخاطبین کو ہدایت کی طرف بلاتا ہے تو وہ اپنی دعوت پر گواہ بھی ہوتا ہے۔ وہ اعلان کرتا ہے کہ عبادت کے لائق صرف ایک ہی ذات ہے جس نے سب کو پیدا کیا ہے اور جو سب کو روزی بہم پہنچا رہا ہے حضرت ابراہیم نے جب اپنی قوم کو توحید کی دعوت دی اور بت پرستی پر کاری ضرب لگائی تو وہ بوکھلا گئی۔ اس کی سمجھ میں نہ آیا کہ ابراہیم یہ کیسی باتیں کر رہے ہیں چنانچہ اس نے حیرت کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ یہ سنجیدہ باتیں ہیں یا محض کوئی کھیل تماشہ ہے؟ اس پر حضرت ابراہیم نے جواب دیا:

قَالَ بَلْ رَّبُّكُمْ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ	اس نے جواب دیا نہیں بلکہ فی الواقع
الَّذِيْ فَطَرَهُنَّ ۖ وَاَنَا عَلٰى	تمہارا رب وہی ہے جو زمین اور آسمانوں
ذٰلِكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ ۝	کا رب اور ان کا پیدا کرنے والا ہے۔ اس
(الانبیاء: ۵۶)	پر میں تمہارے سامنے گواہی دیتا ہوں۔

لیکن نبی کسی کو ہدایت قبول کرنے پر مجبور نہیں کر سکتا۔ اس کا کام بس یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے ذمہ تبلیغ وحی کا جو فریضہ عائد کیا ہے اسے بے کم و کاست پہنچا دے۔ اب اگر کوئی شخص ایمان لاتا ہے تو خود اسی کا فائدہ ہے اور اگر کوئی انکار کرتا ہے تو اس کی سزا اسی کو بھگتنا ہوگی۔ چنانچہ حضرت ابراہیم نے اپنی قوم کو جب توحید، عبادت الٰہی اور تقویٰ کے فائدے اور شرک اور بت پرستی کے نقصانات بتلائے تو ساتھ ہی اس سے بھی خبردار کیا:

وَاِنْ تُكَذِّبُوْا فَقَدْ كَذَّبَ اُمَمٌ	اور اگر تم جھٹلاتے ہو تو تم سے پہلے بہت
مِّنْ قَبْلِكُمْ ۭ وَمَا عَلَى الرَّسُوْلِ	سی قومیں جھٹلا چکی ہیں اور رسول پر صاف
اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ۝	صاف پیغام پہنچا دینے کے سوا کوئی ذمہ داری
(العنکبوت: ۱۸)	نہیں ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

۳۔ آخرت

آخرت پر ایمان ملتِ ابراہیمی کے اہم عناصر میں سے ہے۔ عموماً اس کا ذکر دعوتِ ابراہیمی میں ایمان باللہ اور ایمان بالرسالہ کے ساتھ آتا ہے۔ بعثت کے بعد اپنے باپ کو دعوت دیتے ہوئے انتہائی نرمی اور دلسوزی کے ساتھ جہاں حضرت ابراہیم نے اللہ پر ایمان لانے اور انھیں اس کا پیغمبر ماننے کی دعوت دی، وہیں ساتھ ہی یہ بھی فرمایا:

يٰٓاَبَتِ اِنِّيْٓ اَخَافُ اَنْ يَّمَسَّكَ عَذَابٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ فَتَكُوْنَ لِلشَّيْطٰنِ وَلِيًّا ۝ (مریم: ۴۵)

ابا جان مجھے ڈر ہے کہ کہیں آپ رحمٰن کے عذاب میں مبتلا نہ ہو جائیں اور شیطان کے ساتھی بن کر رہیں۔

اپنے باپ اور اپنی قوم کو دعوت دیتے ہوئے انھیں شرک کے انجام سے ڈراتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اگر انھوں نے بت پرستی ترک نہ کی تو انھیں آخرت میں اپنے انجام سے ڈرنا چاہیے جب اللہ تعالیٰ انھیں اس کی سزا دے گا اور عذاب میں مبتلا کرے گا:

اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ وَقَوْمِهٖ مَاذَا تَعْبُدُوْنَ ۝ اَئِفْكًا اٰلِهَةً دُوْنَ اللّٰهِ تُرِيْدُوْنَ ۝ فَمَا ظَنُّكُمْ بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ (الصافات: ۸۵-۸۷)

جب اس نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے کہا: یہ کیا چیزیں ہیں جن کی تم عبادت کر رہے ہو؟ کیا اللہ کو چھوڑ کر جھوٹ گھڑے ہوئے معبود چاہتے ہو؟ آخر رب العالمین کے بارے میں تمہارا کیا گمان ہے؟

اپنے عقیدہ کی وضاحت کرتے ہوئے اللہ اور اس کی صفات پر ایمان کے ساتھ ساتھ آخرت پر ایمان کا بھی تذکرہ کرتے ہیں:

فَاِنَّهُمْ عَدُوٌّ لِّيْٓ اِلَّا رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ...... وَالَّذِيْٓ اَطْمَعُ اَنْ يَّغْفِرَ لِيْ خَطِيْٓـــَٔتِيْ يَوْمَ الدِّيْنِ (الشعرا: ۷۷-۸۲)

میرے تو یہ سب دشمن ہیں۔ بجز ایک رب العالمین کے ...... جس سے میں امید رکھتا ہوں کہ روز جزا میں وہ میری خطا معاف فرما دے گا۔

اپنی قوم کو بت پرستی کے انجام سے باخبر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

اِنَّمَا اتَّخَذْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ

تم نے دنیا کی زندگی میں تو اللہ کو چھوڑ کر

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اَوْثَانًا مَّوَدَّةَ بَيْنِكُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ثُمَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكْفُرُ بَعْضُكُمْ بِبَعْضٍ وَّيَلْعَنُ بَعْضُكُمْ بَعْضًا وَّمَاْوٰكُمُ النَّارُ وَمَا لَكُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ٥ (العنکبوت: ۲۵)	بتوں کو اپنے درمیان محبت کا ذریعہ بنا لیا ہے مگر قیامت کے روز تم ایک دوسرے کا انکار اور ایک دوسرے پر لعنت کرو گے اور آگ تمہارا ٹھکانہ ہوگی اور کوئی تمہارا مددگار نہ ہوگا۔

مزید فرماتے ہیں:۔

اِنَّ الَّذِيْنَ تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَمْلِكُوْنَ لَكُمْ رِزْقًا فَابْتَغُوْا عِنْدَ اللّٰهِ الرِّزْقَ وَاعْبُدُوْهُ وَاشْكُرُوْا لَهٗ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ٥ (العنکبوت: ۱۷)	درحقیقت اللہ کے سوا جن کی تم پرستش کرتے ہو وہ تمہیں کوئی رزق بھی دینے کا اختیار نہیں رکھتے۔ اللہ سے رزق مانگو اور اسی کی بندگی کرو اور اس کا شکر ادا کرو۔ اسی کی طرف تم پلٹائے جانے والے ہو

حضرت ابراہیمؑ نے جب بارگاہ ایزدی میں دعا کی کہ اس بے آب وگیاہ وادی کو پرامن شہر بنادے اور یہاں رہنے والوں کو پھلوں کی روزی عطا فرما تو ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کہ اپنی ان نعمتوں سے صرف انھیں لوگوں کو بہرہ ور فرما جو تجھ پر ایمان لائیں اور ساتھ ہی آخرت پر ایمان رکھیں:

وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا بَلَدًا اٰمِنًا وَّارْزُقْ اَهْلَهٗ مِنَ الثَّمَرٰتِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ (البقرہ: ۱۲۶)	یاد کرو وہ وقت جب ابراہیمؑ نے دعا کی اے میرے رب اس کو امن کا شہر بنادے اور اس کے باشندوں میں سے جو اللہ اور آخرت کو مانیں انھیں ہر قسم کے پھلوں کا رزق دے۔

آخرت کا تصور صحف ابراہیمی کی ان تعلیمات میں بھی ملتا ہے جن کا قرآن نے حوالہ دیا ہے:

بَلْ تُؤْثِرُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ٥ وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى ٥ اِنَّ هٰذَا لَفِي الصُّحُفِ الْاُوْلٰى ٥ صُحُفِ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى ٥ (الاعلیٰ: ۱۶-۱۹)	مگر تم لوگ دنیا کی زندگی کو ترجیح دیتے ہو حالانکہ آخرت بہتر ہے اور باقی رہنے والی ہے۔ یہی بات پہلے آئے ہوئے صحیفوں میں بھی کہی گئی تھی۔ ابراہیمؑ اور موسیٰؑ کے صحیفوں میں۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

أَمْ لَمْ يُنَبَّأْ بِمَا فِي صُحُفِ مُوسٰى ۝
وَإِبْرٰهِيمَ الَّذِي وَفّٰى ۝ ......
وَأَنَّ إِلٰى رَبِّكَ الْمُنْتَهٰى ۝ ......
وَأَنَّ عَلَيْهِ النَّشْأَةَ الْأُخْرٰى ۝
(النجم: ۳۶ - ۴۷)

کیا اسے ان باتوں کی کوئی خبر نہیں پہنچی جو موسیٰ کے صحیفوں اور اس ابراہیم کے صحیفوں میں بیان ہوئی ہیں جس نے وفا کا حق ادا کر دیا..... یہ کہ آخر کار پہنچنا تیرے رب ہی کے پاس ہے.....اور یہ کہ دوسری زندگی بخشنا بھی اسی کے ذمہ ہے۔

یہی نہیں بلکہ صحف ابراہیم میں تصور آخرت کے ساتھ جزا و سزا کی بھی صراحت ملتی ہے:

وَأَنْ لَيْسَ لِلْإِنْسَانِ إِلَّا مَا سَعٰى ۝
وَأَنَّ سَعْيَهُ سَوْفَ يُرٰى ۝
ثُمَّ يُجْزٰهُ الْجَزَاءَ الْأَوْفٰى ۝
(النجم: ۳۹-۴۱)

اور یہ کہ انسان کے لیے کچھ نہیں ہے مگر وہ جس کی اس نے سعی کی ہے اور یہ کہ اس کی سعی عنقریب دیکھی جائے گی پھر اس کی پوری جزا اسے دی جائے گی۔

۴۔ اطاعت اور سرافگندگی

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی پوری زندگی نگاہوں کے سامنے ہو تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے خود کو پورے طور پر اللہ تعالیٰ کی مرضی کے حوالے کر دیا تھا۔ اس کے ارشادات و احکام پر عمل پیرا ہونے کے لیے آپ ہمہ وقت تیار رہتے تھے۔ قرآن کے ساتھ توریت میں بھی آپ کی اطاعت الٰہی کا بارہا تذکرہ کیا گیا ہے۔

جب تک آپ کو اللہ تعالیٰ نے وطن میں رہ کر دعوت دینے کا حکم دیا آپ سخت سے سخت حالات کی پروا کیے بغیر فریضۂ دعوت ادا کرتے رہے۔ پھر جب اس نے آپ کو ہجرت کرنے کا حکم دیا تو آپ نے اس حکم کے آگے بھی سر تسلیم خم کر دیا، توریت میں ہے:

"خداوند نے ابرام سے کہا کہ تو اپنے وطن اور اپنے ناتے داروں کے بیچ سے اور اپنے باپ کے گھر سے نکل کر اس ملک میں جا، جو میں تجھے دکھاؤں گا ......سو ابرام خدا کے کہنے کے مطابق چل پڑا"[۲۹]

انجیل برناباس میں ہے کہ حضرت عیسیٰ نے کاہنوں سے فرمایا:

"میں تمہارے خلاف پکار کر کہتا ہوں کہ تم شیطان کی اولاد ہو نہ کہ ابرہام کی جس نے

© rasailojaraid.com

خدا کی محبت میں اپنے باپ کا گھر چھوڑ دیا اور اپنے بیٹے کو ذبح کرنے پر تیار ہو گیا"[۳۰]

قرآن کہتا ہے:

وَقَالَ اِنِّیْ مُهَاجِرٌ اِلٰی رَبِّیْ	اور ابراہیم نے کہا میں اپنے رب کی طرف
(العنکبوت: ۲۶)	ہجرت کرتا ہوں۔

"خدا کے کہنے کے مطابق"، "خدا کی محبت میں" اور "رب کی طرف ہجرت" کے الفاظ سے آپ کی کامل اطاعتِ الٰہی کی پوری طرح وضاحت ہوتی ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے آپ کی آزمائش کرتے ہوئے اکلوتے بیٹے کی قربانی کا حکم دیا تو بلا ادنیٰ تامل اس پر بھی تیار ہو گئے اور ٹھیک ٹھیک اس کے حکم کے مطابق عمل کر دکھایا، توریت میں ہے:

"ابرہام نے ہاتھ بڑھا کر چھری لی کہ اپنے بیٹے کو ذبح کرے۔ تب خداوند کے فرشتے نے اسے آسمان سے پکارا کہ اے ابرہام اے ابرہام اُس نے کہا میں حاضر ہوں۔ پھر اس نے کہا کہ تو اپنا ہاتھ لڑکے پر نہ چلا اور نہ اس سے کچھ کر کیوں کہ میں اب جان گیا کہ تو خدا سے ڈرتا ہے"[۳۱]

"تو خدا سے ڈرتا ہے" کے الفاظ سے واضح اشارہ ملتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم کی اطاعت و خود سپردگی پر مہر تصدیق ثبت فرما دی۔ خود توریت نے اس واقعۂ قربانی کو سراسر اطاعت قرار دیا ہے:

"خداوند فرماتا ہے چونکہ تو نے یہ کام کیا کہ اپنے بیٹے کو بھی جو تیرا اکلوتا ہے دریغ نہ رکھا اس لیے میں نے بھی اپنی ذات کی قسم کھائی ہے کہ میں تجھے برکت پر برکت دوں گا..... کیونکہ تو نے میری بات مانی"[۳۲]

قرآن کریم نے اس سلسلہ میں بڑی خوبصورت تعبیر اختیار کی ہے:

فَلَمَّآ اَسْلَمَا وَتَلَّهٗ لِلْجَبِیْنِ وَنَادَیْنٰهُ	آخر کو جب ان دونوں نے سر تسلیم خم
اَنْ یّٰٓاِبْرٰهِیْمُ قَدْ صَدَّقْتَ	کر دیا اور ابراہیم نے بیٹے کو ماتھے کے بل
الرُّءْیَا اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ	گرا دیا اور ہم نے ندا دی کہ اے ابراہیم
(الصافات: ۱۰۳-۱۰۵)	تو نے خواب سچ کر دکھایا۔ ہم نیکی کرنے
	والوں کو ایسی ہی جزا دیتے ہیں۔

"اسلام" کے معنی اللہ تعالیٰ کی کامل اطاعت، خود سپردگی و سرافگندگی اور نفس کو مرضیِ الٰہی

© rasailojaraid.com

کے تابع کرنا ہے قرآن نے اسے ملتِ ابراہیمی کا ایک اہم رکن قرار دیا ہے اور بتلایا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم سے خود سپردگی اور اطاعت کامل کا مطالبہ کیا تو انھوں نے بلا تامل سر تسلیم خم کر دیا۔ یہی نہیں بلکہ اپنی اولاد کو بھی اسی کی وصیت کی:

وَمَنْ يَّرْغَبُ عَنْ مِّلَّةِ اِبْرٰهٖمَ اِلَّا مَنْ سَفِهَ نَفْسَهٗ ۭ وَلَقَدِ اصْطَفَيْنٰهُ فِي الدُّنْيَا ۚ وَاِنَّهٗ فِي الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝ اِذْ قَالَ لَهٗ رَبُّهٗٓ اَسْلِمْ ۙ قَالَ اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ وَوَصّٰى بِهَآ اِبْرٰهٖمُ بَنِيْهِ وَيَعْقُوْبُ ۭ يٰبَنِيَّ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى لَكُمُ الدِّيْنَ فَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۝ (البقرہ: ۱۳۰-۱۳۲)	اب کون ہے جو ابراہیم کی ملت کو ناپسند کرے، جس نے خود اپنے آپ کو حماقت وجہالت میں مبتلا کر لیا ہو اس کے سوا کون یہ حرکت کر سکتا ہے۔ ابراہیم تو وہ شخص ہے جس کو ہم نے دنیا میں اپنے کام کے لیے چن لیا تھا اور آخرت میں اس کا شمار صالحین میں ہوگا۔ اس کا حال یہ تھا کہ جب اس کے رب نے اس سے کہا مسلم ہو جا تو اس نے فوراً کہا میں مالک کائنات کا مسلم ہو گیا۔ اسی ملت پر چلنے کی ہدایت اس نے اپنی اولاد کو کی تھی اور اسی کی وصیت یعقوب اپنی اولاد کو کر گیا تھا۔ اس نے کہا تھا کہ میرے بچو اللہ نے تمہارے لیے یہی دین پسند کیا ہے لہٰذا مرتے دم تک مسلم ہی رہنا۔

یہی نہیں بلکہ ساتھ ہی انھوں نے یہ بھی دعا کی کہ ان کی نسل میں ایک ایسی امت برپا کرے جو پوری طرح اس کی وفادار ہو اور جو اپنے آپ کو اس کی مرضی کے تابع کر دے:

رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَآ اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ (البقرہ ۔ ۱۲۸)	اے رب ہم دونوں کو اپنا مسلم (مطیع فرمان) بنا اور ہماری نسل سے ایک ایسی قوم اٹھا جو تیری مسلم ہو۔

توریت میں بھی اس قسم کے مضامین موجود ہیں:

"خداوند ابرام کو نظر آیا اور اس سے کہا کہ میں خدای قادر ہوں تو میرے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

حضور چل اور کامل ہو اور میں اپنے اور تیرے درمیان عہد باندھوں گا اور تجھے بہت زیادہ بڑھاؤں گا۔ تب ابرام سرنگوں ہوگیا"[۳۳]

"خداوند نے کہا کہ جو کچھ میں کرنے کو ہوں کیا اسے ابرہام سے پوشیدہ رکھوں۔ ابرہام سے تو ایک بڑی اور زبردست قوم پیدا ہوگی اور زمین کی سب قومیں اس کے وسیلہ سے برکت پائیں گی کیونکہ میں جانتا ہوں کہ وہ اپنے بیٹوں اور گھرانے کو جو اس کے پیچھے رہ جائیں گے وصیت کرے گا کہ وہ خداوند کی راہ میں قائم رہ کر عدل وانصاف کریں"[۳۴]

کتاب نحمیاہ میں ہے:

یشوع اور قدمی ایل اور بانی اور حسنیاہ اور سربیاہ اور ہودیاہ اور فتحیاہ لاویوں نے کہا: کھڑے ہو جاؤ اور کہو: خداوند ہمارا خدا ازل سے ابد تک مبارک ہے ......

تو وہ خداوند خدا ہے جس نے ابرام کو چن لیا اور اسے کسدیوں کے اور سے نکال لایا اور اس کا نام ابرہام رکھا، تو نے اس کا دل اپنے حضور وفادار پایا"[۳۵]

قرآن کریم نے متعدد مقامات پر سیرت ابراہیمی کے مختلف پہلوؤں کو آشکارا کرتے ہوئے اطاعت الٰہی کو خوب نمایاں کیا ہے:

إِنَّ إِبْرَاهِيمَ لَحَلِيمٌ أَوَّاهٌ مُنِيبٌ (ہود: ۷۵)	حقیقت میں ابراہیم بڑا حلیم اور نرم دل آدمی تھا اور ہر حال میں ہماری طرف رجوع کرتا تھا۔
إِنَّ إِبْرَاهِيمَ كَانَ أُمَّةً قَانِتًا لِلَّهِ حَنِيفًا وَلَمْ يَكُ مِنَ الْمُشْرِكِينَ (النحل: ۱۲۰)	بیشک ابراہیم اپنی ذات سے ایک پوری امت تھا۔ اللہ کا مطیع فرمان اور حنیف۔ وہ کبھی مشرک نہ تھا۔

حضرت ابن مسعودؓ سے مروی ہے کہ قانت کے معنی 'اطاعت کرنے والا' ہے[۳۶]

مولانا فراہیؒ نے اصول تاویل کی بنیاد پر اور اشعار جاہلیت سے استدلال کرتے ہوئے لکھا ہے کہ امت کے معنی اس آیت میں اطاعت گزار کے ہیں[۳۷]

۵۔ نماز

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زندگی میں نماز کو بھی اہم مقام حاصل ہے۔ توریت میں

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اس کے لیے بعض مواقع پر "سرنگوں ہونے" اور بعض جگہ "دعا کرنے" کی تعبیر اختیار کی گئی ہے۔

"اور خدا نے ابراہام سے کہا کہ ساری جو تیری بیوی ہے اس کو ساری نہ پکارنا اس کا نام سارہ ہوگا اور میں اسے برکت دوں گا اور اس سے تجھے ایک بیٹا بخشوں گا یقیناً میں اسے برکت دوں گا اور قومیں اس کی نسل سے ہوں گی اور عالم کے بادشاہ اس سے پیدا ہوں گے۔ تب ابرہام سرنگوں ہوا۔"[۳۸]

"خداوند ابرام کو نظر آیا اور اس سے کہا کہ میں خدای قادر ہوں۔ تو میرے حضور چل اور کامل ہو اور میں اپنے اور تیرے درمیان عہد باندھوں گا اور تجھے بہت زیادہ بڑھاؤں گا۔ تب ابرام سرنگوں ہو گیا۔"[۳۹]

"تب ابرہام نے بیر سبع میں جھاؤ کا ایک درخت لگایا اور وہاں اس نے خدا سے جو ابدی خدا ہے دعا کی۔"[۴۰]

قرآن میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی یہ دعا مذکور ہے کہ مجھے اور میری نسل کو نماز قائم کرنے والا بنا دے:

رَبِّ اجْعَلْنِیْ مُقِیْمَ الصَّلٰوۃِ	پروردگار مجھے نماز قائم کرنے والا بنا اور
وَمِنْ ذُرِّیَّتِیْ رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَاءِ	میری اولاد سے بھی (ایسے لوگ اٹھا جو
(ابراہیم۔ ۴۰)	یہ کام کریں) پروردگار میری دعا قبول کر۔

مکہ کی بے آب وگیاہ وادی میں حضرت اسماعیل کو آباد کرتے وقت بھی حضرت ابراہیم نے اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہوئے اپنی نسل کو وہاں آباد کرنے کا مقصد یہی بتلایا تھا کہ وہاں رہ کر وہ نماز قائم کریں:

رَبَّنَآ اِنِّیْٓ اَسْکَنْتُ مِنْ ذُرِّیَّتِیْ	پروردگار میں نے ایک بے آب وگیاہ
بِوَادٍ غَیْرِ ذِیْ زَرْعٍ عِنْدَ	وادی میں اپنی اولاد کے ایک حصے کو
بَیْتِکَ الْمُحَرَّمِ رَبَّنَا لِیُقِیْمُوا	تیرے محترم گھر کے پاس لا بسایا ہے۔
الصَّلٰوۃَ	پروردگار یہ میں نے اس لیے کیا ہے کہ
(ابراہیم: ۳۷)	یہ لوگ یہاں نماز قائم کریں۔

پھر جب حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل نے مل کر خانہ کعبہ کی تعمیر کی اس وقت اللہ تعالیٰ نے انھیں حکم دیا کہ طواف و عبادت کی غرض سے آنے والوں کے لیے اس کی طہارت کا

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اہتمام کریں :

وَعَهِدْنَآ اِلٰٓى اِبْرٰهٖمَ وَ اِسْمٰعِيْلَ اَنْ طَهِّرَا بَيْتِىَ لِلطَّآئِفِيْنَ وَالْعٰكِفِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ ۝ (البقرہ : ۱۲۵)

ہم نے ابراہیم اور اسماعیل کو تاکید کی تھی کہ میرے اس گھر کو طواف اور اعتکاف اور رکوع اور سجدہ کرنے والوں کے لیے پاک رکھو۔

وَاِذْ بَوَّاْنَا لِاِبْرٰهِيْمَ مَكَانَ الْبَيْتِ اَنْ لَّا تُشْرِكْ بِىْ شَيْئًا وَّطَهِّرْ بَيْتِىَ لِلطَّآئِفِيْنَ وَ الْقَآئِمِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ ۝ (الحج : ۲۶)

یاد کرو وہ وقت جب ہم نے ابراہیم کے لیے اس گھر (خانہ کعبہ) کی جگہ تجویز کی تھی (اس ہدایت کے ساتھ) کہ میرے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کرو اور میرے گھر کو طواف کرنے والوں اور قیام و رکوع و سجود کرنے والوں کے لیے پاک رکھو۔

ان دونوں آیتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ شریعت ابراہیمی میں نماز کو نہ صرف بنیادی اہمیت حاصل تھی بلکہ نماز کے ارکان میں قیام رکوع اور سجود بھی شامل تھے۔

قرآن نے صحف ابراہیم کی جن تعلیمات کا حوالہ دیا ہے ان میں نماز بھی ہے۔

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى وَ ذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى ...... اِنَّ هٰذَا لَفِى الصُّحُفِ الْاُوْلٰى صُحُفِ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى ۝ (الاعلیٰ : ۱۴–۱۹)

فلاح پا گیا وہ جس نے پاکیزگی اختیار کی اور اپنے رب کا نام یاد کیا اور پھر نماز پڑھی..... یہی بات پہلے آئے ہوئے صحیفوں میں بھی کہی گئی تھی ابراہیم اور موسیٰ کے صحیفوں میں۔

چنانچہ قرآن نے اہلِ ایمان کو رکوع و سجود کرنے، نماز قائم کرنے اور عبادت کرنے کا حکم دیا تو ساتھ ہی یہ بھی بتلا دیا کہ یہ تمہارے باپ ابراہیم کی ملت کے ارکان ہیں :

وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى (البقرہ : ۱۲۵)

(اور لوگوں کو حکم دیا تھا کہ) ابراہیم جہاں عبادت کے لیے کھڑا ہوتا ہے اس مقام کو مستقل جائے نماز بنا لو۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ارْكَعُوْا

اے لوگو جو ایمان لائے ہو رکوع اور

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

وَاسْجُدُوْا وَاعْبُدُوْا رَبَّكُمْ وَافْعَلُوا الْخَيْرَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۞ وَجَاهِدُوْا فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ ؕ هُوَ اجْتَبٰكُمْ وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ ؕ مِلَّةَ اَبِيْكُمْ اِبْرٰهِيْمَ ؕ (الحج: ۷۷-۷۸)

سجدہ کرو۔ اپنے رب کی بندگی کرو اور نیک کام کرو۔ اسی سے توقع کی جاسکتی ہے کہ تم کو فلاح نصیب ہو۔ اللہ کی راہ میں جہاد کرو جیسا کہ جہاد کرنے کا حق ہے اس نے تمہیں اپنے کام کے لیے چن لیا ہے اور دین میں تم پر کوئی تنگی نہیں رکھی۔ قائم ہو جاؤ اپنے باپ ابراہیم کی ملت پر۔

۶۔ قربانی

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی حیات طیبہ میں قربانی کو بہت اہمیت حاصل ہے۔ توریت میں مذکور ہے کہ حضرت ابراہیم سفر کرتے ہوئے جہاں بھی پڑاؤ ڈالتے تھے وہاں خدا سے دعا کرتے تھے اور قربان گاہ بناتے تھے۔ دعا کرنے سے عبادتِ الٰہی یعنی نماز اور قربان گاہ بنانے سے قربانی کی طرف اشارہ مقصود ہے۔ چنانچہ اس سلسلہ میں کتاب پیدائش میں حضرت ابراہیمؑ کے کئی ایک مقامات پر قربان گاہ بنانے کا تذکرہ ملتا ہے:

۱۔ "ابرام مقام سکم میں مورہ کے بلوط تک پہنچا۔ اس وقت ملک میں کنعانی رہتے تھے۔ تب خداوند نے ابرام کو دکھائی دے کر کہا کہ یہی ملک میں تیری نسل کو دوں گا اور اس نے وہاں خداوند کے لیے جو اسے دکھائی دیا تھا ایک قربان گاہ بنائی" ۱:۱۲

۲۔ "اور وہاں سے کوچ کر کے اس پہاڑی کی طرف گیا جو بیت ایل کے مشرق میں ہے اور اپنا ڈیرہ ایسے لگایا کہ بیت ایل مغرب میں اور عی مشرق میں پڑا اور وہاں اس نے خداوند کے لیے ایک قربان گاہ بنائی اور خداوند سے دعا کی"۔ ۸:۱۲

(مصر سے واپسی پر) "کنعان کے جنوب سے سفر کرتا ہوا بیت ایل میں اس جگہ پہنچا جہاں پہلے بیت ایل اور عی کے درمیان اس کا ڈیرہ تھا یعنی وہ مقام

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

جہاں اس نے شروع میں قربان گاہ بنائی تھی اور وہاں ابرام نے خداوند سے دعا کی"۔[۴۳]

۳۔ "ابرام نے اپنا ڈیرہ اٹھایا اور ممرے کے بلوطوں میں جو حبرون میں ہیں جا کر رہنے لگا اور وہاں خداوند کے لیے ایک قربان گاہ بنائی"۔[۴۴]

قرآن میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حج کا اعلانِ عام کرنے کا حکم دیا تو ساتھ ہی یہ بھی فرمایا :

لِيَشْهَدُوا مَنَافِعَ لَهُمْ وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ فِي أَيَّامٍ مَعْلُومَاتٍ عَلَىٰ مَا رَزَقَهُمْ مِنْ بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ فَكُلُوا مِنْهَا وَأَطْعِمُوا الْبَائِسَ الْفَقِيرَ ۝ (الحج : ۲۸)

تاکہ وہ لوگ وہ فائدے دیکھیں جو یہاں ان کے لیے رکھے گئے ہیں اور چند مقررہ دنوں میں ان جانوروں پر اللہ کا نام لیں جو اس نے انھیں بخشے ہیں خود بھی کھائیں اور تنگ دست محتاج کو بھی دیں۔

آخر میں اللہ تعالیٰ نے آپ کی ایک بہت بڑی آزمائش کی۔ اور وہ یہ کہ آپ کو حکم دیا کہ اپنے اکلوتے بیٹے کو میری راہ میں قربان کر دو۔ یہ ایک شدید آزمائش تھی لیکن عاشق صادق اس میں بھی کامیاب ہو گیا اور بے چون و چرا ارشادِ الٰہی کی تعمیل میں مصروف ہو گیا۔ بالآخر ندائے غیبی آئی کہ مقصود صرف آزمائش تھی اس لیے اب ہاتھ روک لو۔ توریت میں واقعۂ ذبح کا تفصیلی بیان موجود ہے۔[۴۵] قرآن نے بھی اس کا تذکرہ کرتے ہوئے اسے رہتی دنیا تک کے لیے یادگار قرار دیے جانے کا تذکرہ کیا ہے :

فَلَمَّا أَسْلَمَا وَتَلَّهُ لِلْجَبِينِ ۝ وَنَادَيْنَاهُ أَنْ يَا إِبْرَاهِيمُ ۝ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّؤْيَا إِنَّا كَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ، إِنَّ هَٰذَا لَهُوَ الْبَلَاءُ الْمُبِينُ، وَفَدَيْنَاهُ بِذِبْحٍ عَظِيمٍ (الصافات: ۱۰۳-۱۰۷)

جب ان دونوں نے سرِ تسلیم خم کر دیا اور ابراہیم نے بیٹے کو ماتھے کے بل گرا دیا اور ہم نے ندا دی کہ اے ابراہیم تو نے خواب سچ کر دکھایا۔ ہم نیکی کرنے والوں کو ایسی ہی جزا دیتے ہیں۔ یقیناً یہ ایک کھلی آزمائش تھی اور ہم نے ایک بڑی قربانی فدیہ میں دے کر اس بچے کو چھڑا لیا۔

توریت سے معلوم ہوتا ہے کہ شریعت آدمؑ کی طرح شریعت ابراہیمی میں بھی پہلوٹھے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کی قربانی کی جاتی تھی۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ کو پہلوٹھے بیٹے کی قربانی کا حکم دیا تھا۔

۷۔ حج

شریعت ابراہیمی کا ایک اہم رکن حج ہے۔ حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہما السلام نے مل کر اللہ تعالیٰ کی بتلائی ہوئی جگہ خانہ کعبہ کی تعمیر کی اور دعا کی کہ وہ انھیں ادائیگی مناسک کا طریقہ بتلادے:

وَاِذْ يَرْفَعُ اِبْرٰهٖمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَاِسْمٰعِيْلُ ؕ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا ؕ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ○ رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَآ اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ ۠ وَاَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَتُبْ عَلَيْنَا ۚ اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ○ (البقرہ: ۱۲۷-۱۲۸)	اور یاد کرو۔ ابراہیم اور اسماعیل جب اس گھر کی دیواریں اٹھا رہے تھے (تو دعا کرتے جاتے تھے) اے ہمارے رب ہم سے یہ خدمت قبول فرمالے۔ تو سب کی سننے اور سب کچھ جاننے والا ہے۔ اے رب ہم دونوں کو اپنا مسلم (مطیع فرمان) بنا ہماری نسل سے ایک ایسی قوم اٹھا جو تیری مسلم ہو۔ ہمیں اپنی عبادت کے طریقے بتا اور ہماری کوتاہیوں سے درگزر فرما تو بڑا معاف کرنے والا اور رحم فرمانے والا ہے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا کو شرف قبولیت سے نوازا اور مناسک حج بتلائے۔ ساتھ ہی یہ بھی حکم دیا کہ وہ لوگوں میں حج کا اعلان کردیں تاکہ ان کے ماننے والے دنیا کے کونے کونے سے کھنچ کر بیت اللہ کی زیارت کو آئیں اور مناسک حج ادا کریں۔

وَاَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ يَاْتُوْكَ رِجَالًا وَّعَلٰى كُلِّ ضَامِرٍ يَّاْتِيْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ ○ (الحج: ۲۷)	اور لوگوں کو حج کے لیے اذنِ عام دیدو کہ وہ تمہارے پاس ہر دور دراز مقام سے پیدل اور اونٹوں پر سوار آئیں۔

توریت میں خانۂ کعبہ اور حج کا کوئی تذکرہ نہیں ہے اس لیے کہ اس میں حضرت ابراہیمؑ کے ساتھ حضرت اسماعیلؑ کا تذکرہ بھی لازم آتا ہے۔ چنانچہ یہود نے تحریف سے کام لے کر

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

وہ تمام تصریحات حذف کردیں جن سے خانۂ کعبہ کی تعمیر اور حج کی فرضیت معلوم ہوتی تھی۔ اس کے باوجود اب بھی موجودہ توریت میں بہت سے اشارات ملتے ہیں۔ آئندہ دوسرے مقالے میں ہم اس پر تفصیل سے بحث کریں گے۔

۸۔ ختنہ

ملت ابراہیمی کا ایک شعار ختنہ ہے۔ توریت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم سے کثرتِ ذریت کا وعدہ کیا اور یہ عہد لیا کہ اگر ان کی نسل توحید پر قائم رہی تو انھیں زمین پر اقتدار عطا کرے گا۔ اس عہد کو یاد دلاتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے ختنہ کو اس کی علامت قرار دیا:

> "پھر خدا نے ابرہام سے کہا کہ تو میرے عہد کو ماننا اور تیرے بعد تیری نسل پشت در پشت اسے مانے اور میرا عہد جو میرے اور تیرے درمیان اور تیرے بعد تیری نسل کے درمیان ہے اور جسے تم مانوگے سو یہ ہے کہ تم میں سے ہر فرزند نرینہ کا ختنہ کیا جائے اور تم اپنے بدن کی کھلڑی کا ختنہ کیا کرنا اور یہ اس عہد کا نشان ہوگا جو میرے اور تمہارے درمیان ہے" [۴۸]

ملتِ ابراہیمی میں ختنہ کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاتا ہے کہ توریت کے مطابق اللہ تعالیٰ نے حکم دیا:

> "اور وہ فرزند نرینہ جس کا ختنہ نہ ہوا ہو اپنے لوگوں میں سے کاٹ ڈالا جائے کیونکہ اس نے میرا عہد توڑا" [۴۹]

چنانچہ یہ حکم ملتے ہی حضرت ابراہیم نے گھر کے سب لوگوں کو جمع کیا اور اسی روز خدا کے حکم کے مطابق ان کا ختنہ کیا۔ ان میں حضرت اسماعیل بھی تھے۔ اس وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عمر ننانوے سال اور حضرت اسماعیل کی تیرہ سال تھی [۵۰]۔ پھر اگلے سال جب حضرت اسحاق کی ولادت ہوئی تو حضرت ابراہیم نے ان کا بھی ختنہ کیا [۵۱]۔

حدیث میں بھی حضرت ابراہیم کے ختنہ کرنے کا تذکرہ ہے۔ صحیح بخاری میں ہے کہ حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اختتن ابراھیم وھو ابن ثمانین سنۃ بالقدوم [۵۲]	حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اسّی سال کی عمر میں قدوم (ایک اوزار) سے ختنہ کیا۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

موطا میں حضرت ابوہریرہ سے موقوفاً اور ابن حبان میں مرفوعاً مروی ہے کہ اس وقت حضرت ابراہیمؑ کی عمر ایک سو بیس سال تھی ابن حجر نے فتح الباری میں دونوں قسم کی روایتوں میں تطبیق کی کوشش کی ہے[۵۱]۔ بہرحال ختنہ کے وقت حضرت ابراہیم کی عمر کچھ بھی رہی ہو مگر اس کا ثبوت توریت اور حدیث دونوں میں موجود ہے۔

۹۔ اکرامِ ضیف

سیرت ابراہیمی سے بنیادی عقائد اور عبادات کے ساتھ ساتھ حقوق العباد کی اہمیت کا بھی پتہ چلتا ہے چنانچہ توریت اور قرآن دونوں نے حضرت ابراہیم کی مہمان نوازی کا خاص طور پر تذکرہ کیا ہے۔ توریت میں ہے کہ حضرت ابراہیم نے تین مردوں کو اپنے خیمہ کے قریب دیکھا تو ان سے ملنے کے لیے دوڑے اور فرمایا:

> "اے میرے خداوند اگر مجھ پر آپ نے کرم کی نظر کی ہے تو اپنے خادم کے پاس سے چلے نہ جائیں بلکہ تھوڑا سا پانی لایا جائے اور آپ اپنے پاؤں دھو کر اس درخت کے نیچے آرام کریں میں کچھ روٹی لاتا ہوں، آپ تازہ دم ہو جائیں تب آگے بڑھیں کیوں کہ آپ اسی لیے اپنے خادم کے ہاں آئے ہیں انھوں نے کہا جیسا تو نے کہا ہے ویسا ہی کر۔ اور ابرہام ڈیرے میں سارہ کے پاس دوڑا گیا اور کہا کہ تین پیمانہ باریک آٹا جلد لے اور اسے گوندھ کر پھلکے بنا اور ابرہام گلہ کی طرف دوڑا گیا اور ایک موٹا تازہ بچھڑا لا کر ایک جوان کو دیا اور اس نے جلدی جلدی اسے تیار کیا پھر اس نے مکھن اور دودھ اور اس بچھڑے کو جو اس نے پکوایا تھا لے کر ان کے سامنے رکھا اور آپ ان کے پاس درخت کے نیچے کھڑا رہا۔"[۵۳]

قرآن نے کئی مقامات پر اس واقعہ کا تذکرہ کیا ہے[۵۴]۔ سورۂ الذاریات میں ہے:

هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ ضَيْفِ اِبْرٰهِيْمَ الْمُكْرَمِيْنَ اِذْ دَخَلُوْا عَلَيْهِ فَقَالُوْا سَلٰمًا قَالَ سَلٰمٌ قَوْمٌ مُّنْكَرُوْنَ فَرَاغَ اِلٰٓى اَهْلِهٖ	اے نبی! ابراہیم کے معزز مہمانوں کی حکایت بھی تمہیں پہنچی ہے جب وہ اس کے ہاں آئے تو کہا آپ کو سلام ہے اس نے کہا آپ لوگوں کو بھی سلام ہے، کچھ نا آشنا سے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

فَجَاءَ بِعِجْلٍ سَمِينٍ فَقَرَّبَهُ إِلَيْهِمْ قَالَ أَلَا تَأْكُلُونَ ؟ (الذاریات: ۲۴-۲۷)

لوگ ہیں۔ پھر وہ چپکے سے اپنے گھر والوں کے پاس گیا اور ایک (بھنا ہوا) موٹا تازہ بچھڑا لا کر مہمانوں کے آگے پیش کیا۔ اس نے کہا آپ حضرات کھاتے نہیں؟

قرآن کریم نے ان آیات میں بہت خوبصورتی سے مہمان نوازی کے آداب بھی بیان کر دیے ہیں۔

۱۰۔ انفرادی ذمہ داری

ملت ابراہیمی کا ایک اہم عنصر یہ عقیدہ ہے کہ ہر شخص اپنے کاموں کا آپ ذمہ دار ہے۔ جو جیسا کرے گا اسے اسی کے مطابق بدلہ ملے گا۔ اگر اس کے کام اچھے ہوں گے تو وہ اجر کا مستحق ہوگا لیکن اگر بدعملی کا مرتکب ہوا ہوگا تو اسے اس کے مطابق سزا ملے گی۔ نہ کوئی شخص پیدائشی گناہ گار ہے اور نہ کوئی دوسرے کے گناہوں کو بخشوا سکتا ہے۔ قرآن نے صحف ابراہیم کی جن تعلیمات کا حوالہ دیا ہے ان میں سب سے پہلے اسی عقیدہ کو بیان کیا گیا ہے:

أَمْ لَمْ يُنَبَّأْ بِمَا فِي صُحُفِ مُوسَىٰ وَإِبْرَاهِيمَ الَّذِي وَفَّىٰ ۔ أَلَّا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ وَأَن لَّيْسَ لِلْإِنسَانِ إِلَّا مَا سَعَىٰ وَأَنَّ سَعْيَهُ سَوْفَ يُرَىٰ ثُمَّ يُجْزَاهُ الْجَزَاءَ الْأَوْفَىٰ (النجم: ۳۶-۴۱)

کیا اسے ان باتوں کی کوئی خبر نہیں پہنچی جو موسیٰ کے صحیفوں اور اس ابراہیم کے صحیفوں میں بیان ہوئی ہیں جس نے وفا کا حق ادا کر دیا؟ یہ کہ کوئی بوجھ اٹھانے والا دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا اور یہ کہ انسان کے لیے کچھ نہیں ہے مگر وہ جس کی اس نے سعی کی ہے اور یہ کہ اس کی سعی عنقریب دیکھی جائے گی پھر اس کی پوری جزا اسے دی جائے گی۔

قَدْ أَفْلَحَ مَن تَزَكَّىٰ وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهِ فَصَلَّىٰ ...... إِنَّ هَٰذَا لَفِي الصُّحُفِ الْأُولَىٰ ۝ صُحُفِ

فلاح پا گیا وہ جس نے پاکیزگی اختیار کی اور اپنے رب کا نام یاد کیا پھر نماز پڑھی ...... یہی بات پہلے آئے ہوئے صحیفوں میں

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اِبْرَاهِيْمَ وَمُوْسٰى ۝ (الاعلیٰ ۸۷: ۱۴-۱۹) بھی کہی گئی تھی۔ ابراہیم اور موسیٰ کے صحیفوں میں

خلاصۂ بحث

پیش نظر مقالہ میں ملت ابراہیمی کے صرف چند اہم اور بنیادی عناصر بیان کیے گئے ہیں۔ ورنہ قرآن وحدیث، کتب تاریخ وسیر اور کتب مقدسہ کی روشنی میں کچھ مزید عناصر تلاش کیے جا سکتے ہیں۔ اس مقالہ میں صرف انھیں عناصر کا تذکرہ کیا گیا ہے جنھیں اہل کتاب نے ترک کر دیا ہے۔ باوجود یہ کہ وہ دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ ابراہیم کے طریقے کے پیرو ہیں اور ابراہیم کا مذہب، ملت اور شریعت ٹھیک وہی تھی جس پر وہ عمل پیرا ہیں۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ انھوں نے ان تمام بنیادی عناصر سے اپنا رشتہ توڑ لیا ہے جو حضرت ابراہیم کی ملت کے ترکیبی عناصر کی حیثیت رکھتے تھے۔ اس کے برخلاف اسلام ان عناصر کو ٹھیک ٹھیک وہی حیثیت دیتا ہے جو انھیں ملتِ ابراہیمی میں حاصل تھی[۵۵]۔ اس حیثیت سے اسلام بعینہٖ انھیں ارکان وعناصر پر مشتمل ہے جو ملتِ ابراہیمی میں پائے جاتے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا مقصد یہ تھا کہ وہ ملتِ ابراہیمی کی تجدید کریں اور اہلِ کتاب کو (جنھوں نے اسے ترک کر کے خواہشات نفس کی پیروی شروع کر دی تھی) ملت ابراہیمی کی اتباع کی دعوت دیں۔ چنانچہ قرآن نے اہلِ کتاب (جو تحریف شدہ یہودیت اور نصرانیت کو ہدایت کا ضامن قرار دیتے تھے) کی تردید کرتے ہوئے ملت ابراہیمی کی اتباع کو موجب ہدایت قرار دیا اور انھیں اس کی اتباع کی دعوت دی:

وَقَالُوْا كُوْنُوْا هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى تَهْتَدُوْا قُلْ بَلْ مِلَّةَ اِبْرٰهٖمَ حَنِيْفًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝ (البقرہ - ۱۳۵)	یہودی کہتے ہیں: یہودی ہو تو راہ راست پاؤ گے۔ عیسائی کہتے ہیں: عیسائی ہو تو ہدایت ملے گی۔ ان سے کہو نہیں بلکہ سب کو چھوڑ کر ملت ابراہیمی کی پیروی کرو اور ابراہیم مشرکوں میں سے نہ تھا۔

تعلیقات وحواشی

[۱] لسان العرب۔ ابن منظور دار صادر بیروت ۱۹۵۶ء ۱۱/ ۶۳۱

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

۲؎ تفسیر طبری جزء ۲۳/ صفحہ ۸ المطبعۃ الکبریٰ مصر ۱۳۲۹ھ
۳؎ ترمذی، کتاب الفرائض باب ماجاء فی ابطال المیراث بین المسلم والکافر
۴؎ ایضاً ۵؎ صحیح بخاری کتاب الجنائز باب ماجاء فی قاتل النفس
۶؎ ترمذی، کتاب القدر باب ماجاء کل مولود یولد علی الفطرۃ
۷؎ ترمذی، کتاب الایمان باب افتراق ہذہ الامۃ، یہ روایت ابوداؤد، دارمی اور مسند احمد میں بھی مروی ہے۔ ترمذی نے کہا ہے: ھذا حدیث حسن غریب۔ ۸؎ ترمذی، ایضاً۔
۹؎ المفردات فی غریب القرآن۔ راغب اصفہانی دارالمعرفۃ بیروت ص۴۷۱
۱۰؎ لغات القرآن جلد پنجم۔ مولانا سید عبدالدائم جلالی۔ ندوۃ المصنفین دہلی طبع اول ۱۹۶۱ء ص ۴۳۹-۴۴۰
۱۱؎ المفردات ص۴۷۱ ۱۲؎ صحیح بخاری کتاب التفسیر سورۃ قصص باب قولہ انک لاتہدی من احببت اور کتاب الجنائز باب اذا قال المشرک عند الموت لاالٰہ الا اللہ۔ یہ روایت صحیح مسلم، سنن نسائی اور مسند احمد میں بھی مذکور ہے۔ ۱۳؎ لغات القرآن پنجم ص۴۴۲
۱۴؎ المفردات ص۴۷۲ ۱۵؎ لسان العرب ۶۳۱/۱۱
۱۶؎ مثلاً حضرت ابن عمرؓ سے مروی ایک حدیث ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اذا دخل المیت القبر قال بسم اللہ وباللہ وعلی ملۃ رسول اللہ (جب میت کو قبر میں داخل کیا جائے تو کہے اللہ کے نام سے اور رسول اللہ کی ملت پر) ترمذی کتاب الجنائز باب ماجاء مایقول اذا دخل المیت قبرہ۔
۱۷؎ حضرت ابراہیم کی طرف منسوب بعض کتابیں آج بھی ملتی ہیں مگر ان کی صحت کا کوئی اعتبار نہیں ہے مثلاً ایم آر جیمس نے ۱۸۹۲ء میں کیمبرج سے The Book of ABRAHAM نامی ایک کتاب یونانی زبان سے ترجمہ کرکے شائع کی۔ یورپی زبانوں میں اس کے متعدد ایڈیشن شائع ہوچکے ہیں (تفسیر ماجدی) اسی طرح لندن میں ایک مسیحی ادارے نے ۱۹۲۷ء میں The Testament of ABRAHAM کے نام سے ایک کتاب انگریزی زبان میں شائع کی جس کا ترجمہ جی ایچ بوکس نے یونانی زبان سے کیا تھا۔ غالباً اصل کتاب عبرانی زبان میں تھی جس کا پہلی صدی عیسوی میں یونانی زبان میں ترجمہ ہوا تھا (تفسیر عبداللہ یوسف علی)
۱۸؎ خود توریت و انجیل میں یرمیاہ نبی حضرت یحییٰ اور حضرت عیسیٰ کی زبانی یہود کی تحریفات اور دروغ گوئیوں کی جابجا شہادتیں ملتی ہیں۔ اس موضوع پر سب سے مستند کتاب مولانا رحمت اللہ کیرانویؒ کی اظہار الحق (دو جلدوں میں) ہے جس میں انھوں نے کتاب مقدس کی سیکڑوں تحریفات بیان کرتے ہوئے خود عیسائی علماء کی شہادتیں پیش کی ہیں۔ موجودہ دور میں شیخ احمد دیدات نے اس موضوع پر قابلِ قدر کام

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

انجام دیا ہے اور اس پر ان کی کئی تصانیف ہیں۔

۱۹۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانے میں عراق، شام اور مصر میں بت پرستی کے رواج کی تفصیلات جاننے کے لیے درج ذیل کتابوں کا مطالعہ مفید ہوگا۔ تاریخ ملل قدیمہ سینوبس فرانسیسی اردو ترجمہ سید محمود اعظم فہمی مطبع مسلم یونیورسٹی انسٹی ٹیوٹ علی گڑھ ۱۹۲۱ء/ ۱۳۳۹ھ۔ الدیانات القدیمہ، محمد ابو زہرہ۔ دار الفکر العربی مصر، خطط الشام۔ محمد کرد علی۔ دار العلم للملایین بیروت ۱۳۸۹ھ/۱۹۶۹ء الحضارۃ المصریہ۔ گوستاف لوبون عربی ترجمہ۔ م صادق رستم۔ المطبعۃ العصریہ مصر۔ ارض القرآن سید سلیمان ندویؒ دار المصنفین اعظم گڑھ ۱۹۵۵ء۔

۲۰۔ کتاب یشوع باب ۲۴: ۲

۲۱۔ انجیل برناباس اردو ترجمہ آسی ضیائی مرکزی مکتبہ اسلامی دہلی فصل ۲۶ ص ۵۴

۲۲۔ انجیل برناباس فصل ۷۹ ص ۱۲۱

۲۳۔ مثلاً دیکھئے الانعام ۷۴ و مابعد، الانبیاء ۵۱ و مابعد، العنکبوت ۱۶-۱۷، الصافات ۸۳ و مابعد الزخرف: ۲۶-۲۷ وغیرہ۔

۲۴۔ بت شکنی کے اس واقعہ کا تذکرہ انجیل برناباس میں بھی موجود ہے البتہ اس کا بیان بعض چیزوں میں قرآن سے کچھ مختلف ہے۔ تقابلی مطالعہ کے لیے دیکھئے انجیل برناباس فصل ۲۸ ص ۵۷-۵۸

۲۵۔ تفسیر ابن کثیر ۲۱/۶ ۲۶۔ ایضاً ۲۰۲/۲

۲۷۔ کتاب پیدائش باب ۱۵: ۶ ۲۸۔ عبرانیوں کے نام پولس رسول کا خط باب ۱۱: ۸-۱۹

۲۹۔ کتاب پیدائش باب ۱۲: ۱-۴ ۳۰۔ انجیل برناباس فصل ۴۵ ص ۸۲-۸۳

۳۱۔ کتاب پیدائش باب ۲۲: ۱۰-۱۲ ۳۲۔ ایضاً باب ۲۲: ۱۶-۱۸

۳۳۔ ایضاً باب ۱۷: ۱-۲ ۳۴۔ ایضاً باب ۱۸: ۱۷-۱۹ ۳۵۔ کتاب نحمیاہ باب ۹: ۵-۸

۳۶۔ تفسیر ابن کثیر ۲۴۴/۱

۳۷۔ التکمیل فی اصول التاویل۔ مولانا فراہیؒ دائرہ حمیدیہ ۱۳۸۸ھ ص ۵۹ نیز ششماہی مجلہ علوم القرآن جولائی تا دسمبر ۸۶ء میں راقم کا مقالہ "لفظ امت کی تحقیق" ص ۳۶-۳۸

۳۸۔ کتاب پیدائش باب ۱۶: ۱۵-۱۷ ۳۹۔ ایضاً باب ۱۷: ۱-۲

۴۰۔ ایضاً باب ۱۸: ۲۳، حضرت ابراہیم کے دعا کرنے کا تذکرہ اور کئی مقامات پر ہے مثلاً دیکھئے کتاب پیدائش باب ۱۳: ۱۷، باب ۱۲: ۸، باب ۱۳: ۳-۴

۴۱۔ کتاب پیدائش باب ۱۲: ۶-۷

۴۲۔ ایضاً باب ۱۲: ۸ ۴۳۔ ایضاً باب ۱۳: ۳-۴ ۴۴۔ ایضاً باب ۱۳: ۱۸

۴۵۔ ایضاً باب ۲۲: ۱-۱۹

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

۴۶ پیدائش باب ۴ میں ہے کہ "اور ہابل بھی اپنے بھیڑ بکریوں کے کچھ پہلوٹھے بچوں کا اور کچھ ان کی چربی کا ہدیہ لایا اور خداوند نے ہابل کو اور اس کے ہدیہ کو منظور کیا"۔ ۴۷ کتاب پیدائش باب ۱۷ ۹-۱۱

۴۸ ایضاً باب ۱۷ ۱۴ ۴۹ ایضاً باب ۲۱ ۲۳-۲۷ ۵۰ ایضاً باب ۲۱ ۴

۵۱ صحیح بخاری، کتاب الانبیاء باب واتخذ اللہ ابراہیم خلیلا

۵۲ فتح الباری شرح صحیح البخاری - ابن حجر جلد ۶ ص ۲۲۵ باب واتخذ اللہ ابراہیم خلیلا

۵۳ کتاب پیدائش باب ۱۸ ۳-۸ ۵۴ سورۂ الذاریات ۲۴ کے علاوہ یہ واقعہ الحجر ۵۱ وما بعد اور ہود ۹۶ وما بعد میں بھی بیان ہوا ہے۔ ۵۵ یہود نے ملت ابراہیمی کے کن کن عناصر کو ترک کر دیا ہے، عیسائیت میں اس کے برخلاف کون سے گمراہ کن نظریات وضع کر دیے گئے ہیں اور اسلام میں ملت ابراہیمی کے ان عناصر کو کیا اہمیت دی گئی ہے۔ یہ ایک تفصیل طلب موضوع ہے جس پر انشاء اللہ آئندہ دوسرے مقالے میں بحث کی جائے گی اور خود توریت، انجیل اور قرآن کی روشنی میں اس کا جائزہ لیا جائے گا۔

اعلان ملکیت سہ ماہی تحقیقات اسلامی - فارم ۴ رول ۸

۱۔ مقام اشاعت: پان والی کوٹھی - دودھ پور، علی گڑھ یوپی

۲۔ نوعیت اشاعت: سہ ماہی

۳۔ پرنٹر پبلشر: سید جلال الدین عمری

۴۔ قومیت: ہندوستانی

پتہ: پان والی کوٹھی، دودھ پور، علی گڑھ - یوپی

۵۔ ایڈیٹر: سید جلال الدین عمری

پتہ: پان والی کوٹھی، دودھ پور، علی گڑھ، یوپی

۶۔ ملکیت: ادارہ تحقیق و تصنیف اسلامی

پان والی کوٹھی، دودھ پور - علی گڑھ، یوپی

بنیادی ارکان کے اسمائے گرامی

(۱) مولانا محمد فاروق خاں (صدر) ۱۳۵۴ بازار چتلی قبر، دہلی ۶

(۲) جناب افضل حسین (رکن) "

(۳) جناب سید یوسف (رکن) "

(۴) جناب امین الحسن رضوی (رکن) ہمدرد نگر - نئی دہلی۔

(۵) ڈاکٹر محمد رفعت - شعبۂ فزکس - جامعہ ملیہ - نئی دہلی۔

(۶) مولانا کوثر یزدانی ۱۳۵۴ - بازار چتلی قبر - دہلی۔

(۷) ٹی۔ کے عبد اللہ صاحب الاتھن کنڈی ہاؤس، ٹیلیری کالی کٹ

(۸) ڈاکٹر حمید اللہ - شعبہ انگریزی - مسلم یونیورسٹی - علی گڑھ

(۹) ڈاکٹر احمد سجاد - بریا تو ہاؤسنگ سوسائٹی کالونی طارق منزل رانچی

(۱۰) مولانا سید حامد علی - میران پور کٹرہ - شاہجہاں پور - یوپی

(۱۱) سید جلال الدین عمری (سکریٹری)

پان والی کوٹھی، دودھ پور، علی گڑھ۔

مندرجہ معلومات میرے علم و یقین کی حد تک بالکل درست ہیں۔

پبلشر: سید جلال الدین عمری

© rasailojaraid.com